باسمہ تعالیٰ

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر ضلع سہارنپور

کے

تاریخ ساز اجلاس

میں

حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کا

اہم خطاب

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر سہارنپور

منجانب

حاجی فیروز احمد صاحب دہلوی برائے ایصال ثواب والدہ مرحومہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنہائے گفتنی

اسلامی مدارس، دینی مکاتب اور اصلاحی تربیت گاہوں کا سلسلۂ نسب دارِ ارقم اور صفۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتا ہے جہاں سے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کی شمع سب سے پہلے فروزاں کی تھی پھر اس کی روشنی و ضوفشانی سے عرب و عجم اور پوری دنیا منور و تابناک ہوتی چلی گئی .... اسی اسلامی تعلیم و تربیت اور دینی تہذیب و ثقافت کا اثر تھا کہ رومی و ایرانی تہذیب جس کا جادو اس وقت سر چڑھ کر بول رہا تھا، اس نے سپر ہی نہیں ڈالی بلکہ اس اسلامی تہذیب (جس میں انسانی شرافت کا راز مضمر تھا) کے سامنے دم توڑ دیا اور اسلامی نظام اور اس صحیح انسانی تمدن کے سامنے تمام تمدنہائے زمانہ اور نظامہائے حیات اپنی موت خود مرنے لگے .... پھر یہی اسلامی تعلیم و تربیت، دینی فکر و شعور اور صفۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ مزاج و مذاق، مدارس و مکاتب اور اصلاحی تربیت کدوں و درسگاہوں کے ذریعہ مصر و شام، فارس و ایران، بغداد و بخارا، سمرقند و تاشقند، قرطبہ و غرناطہ اور ماوراء النہر وغیرہ میں علمی کرنوں اور تعلیمی و تربیتی ضوفشانیوں سے پورے عالم کو منور و تابناک کرنے لگا اور انہیں دینی و اسلامی درسگاہوں کے ذریعہ دنیا میں نور و نکہت اور رشد و ہدایت کے جوت جگائے جانے لگے۔ اور عالمی تاریخ گواہ ہے کہ

اس اسلامی تہذیب و ثقافت، دینی تعلیم و تربیت اور صحیح انسانی تمدّن و مدنیت کو اتنا شیوع و ذیوع اور اہمیت و مقبولیت حاصل ہوتی چلی گئی کہ جن درسگاہوں سے یہ اسلامی پیغام نشر کیا جارہا تھا، عربستانی خطّہ سے نکل کر عجمستان بلکہ چہار دانگِ عالم میں ان کا حلقہ و سلسلہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

۱۸۵۷ء کے اس خونی انقلاب کے بعد جس میں ہندوستان کی دھرتی کو مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بنا دیا گیا تھا اور سامراجی طاقتوں نے مکمل عیّاری و چابکدستی سے ہندوستان کو اپنے پنجۂ استبداد کی گرفت میں لے لیا تھا، اس وقت اس دلخراش حادثہ اور داستانِ الم و التہاب پر دردمندانِ ملّت اور اسلامی غیرت و حمیت کے پیکر خون کے آنسو بہا رہے تھے اس دردِ نہاں نے انھیں ایسا بے کل و صیدِ بسمل بنا دیا تھا کہ ہمہ وقت اس کاری زخم کے لیے کسی ایسے نسخۂ مرہم کی تلاش و جستجو میں سرگرداں و پریشان رہتے جس سے امّتِ مسلمہ اور ملّت کے جیالوں کو قرار و سکون میسّر آسکے۔ اسے شومئ قسمت کہیئے یا حالات کی ستم ظرازی کہ وہ قوم و ملت جس ہندوستان کو تہذیب و تمدن کا گہوارہ اور علم و ثقافت کا مرکز بنایا تھا اور جس نے ہندوستان کو وہ عجائب و غرائب عطا کیے تھے جنھوں نے اسے پوری دنیا کی نظروں کا محور و مرکز بنا دیا تھا ۱۸۵۷ء کے اس خونی انقلاب کے اصل نخچیر و مطمح نظر وہی تھے سفید فام سامراجی طاقتوں نے ان ہی اسلام کے نمائندوں، نسلِ نو کے جیالوں اور امّتِ محمدیہ کے ہر کاروں کو ایمان و عقیدۂ اسلامی فکر و شعور سے بے بہرہ اور دینی تہذیب و ثقافت سے بیگانہ کرنے کی جو سازش قصرِ بھنگم میں تیار کی تھی یہاں اس کے عملی نفاذ کی کوشش اپنے اوج و عروج پر تھی۔

حالات کے جوار بھاٹے، ظلم و استبداد کے مد و جزر اور زہر افشاں ماحول کے اس طوفانِ بلاخیز سے خلاصی و رستگاری کے لیے جو نسخۂ کیمیا اکابرینِ امت اور دردمندانِ

ملّت نے تجویز کیا وہ یہ تھا کہ جگہ جگہ اسلامی تربیت گدوں اور دینی درسگاہوں کو قائم کیا جائے، وہی ملی تشخص وامتیاز، دینی شعائر ومعابد اور ملتِ اسلامیہ کے تحفظ وبقا اور ان کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت وصیانت کی ضامن بن سکتی ہیں اور انھیں کے ذریعہ اسلامی شوکت وعظمت اور دینی غیرت وحمیت کو باقی رکھا جاسکتا ہے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے اور اسکی پشت پر تاریخ بھی شاہد ہے کہ ان ہی مدارس نے خستہ ور بودہ ملّت میں پھر سے جان ڈالنے کا منصوبہ بند کام شروع کیا، انھیں اسلامی غذا فراہم کی، ان کے اندر اسلامی غیرت وحمیت کے ساتھ اسلام پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کیا۔ دینی فکر ووجدان اور نبوی ذوق ومزاج سے انھیں ہم رنگ وہم آہنگ کرنے کا نمایاں کردار ادا کیا، نسلِ نو کے شاہین بچوں کو اسلامی بال وپر عطا کیے اور نونہالانِ ملّت کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ وبقا کا جو اہم فریضہ انجام دیا اس سے کسی بھی حقیقت پسند وباخبر شخص کو مجالِ انکار نہیں ہوسکتا۔

ان ہی مدارس کے سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی آپ کا محبوب ادارہ مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلو کر ہے جو مشرقی یوپی کے دور افتادہ علاقہ میں اب سے آٹھ سال قبل مصلح الامت حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی ؒ بقیۃ السلف وقدوۃ الصالحین حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری خلیفہ ومجاز حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری ؒ اور عارف باللہ ومرجع خلائق حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری کے ایماء ومشورہ اور ان کے دستِ مبارک سے وجود میں آیا تھا اور الحمد للہ اسی دن سے یہ روز بروز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔

اس پر بھی ہم اللہ کے شکر واحسان سے رطب اللسان ہیں کہ اس ادارہ کو بزرگوں کی تائید وحمایت کا شرف بھی حاصل ہے اور اس کے تعلیمی وتربیتی نظام کے حسن وخوبی

پران حضرات نے اعتماد واطمینان کا اظہار فرماکر ہم خاک نشینوں کو بارہا خراجِ تحسین وآفرین بھی پیش کیا ہے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جن حضرات نے ہمیں حوصلہ افزا کلمات سے نوازا ان میں سرِ فہرست مفکرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی میاں ندویؒ، محققِ دوراں اور علم کے محیطِ بیکراں حضرت مولانا سیّد ارشد صاحب مدنی ناظم مجلسِ تعلیمی دارالعلوم دیوبند۔ اور فخر المحدثین وخاتم المتکلّمین علم وعمل کی ہمہ جہتی تصویر وکوہ پیکر شخصیّت حضرت مولانا سیّد انظر شاہ صاحب مسعودی شیخ الحدیث وقف دارالعلوم دیوبند۔ مصلح الامت حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ وغیرہ ان حضرات کی یہ کرم گستری وخورد نوازی ہے کہ انھوں نے ادارہ اور ذمہ داران کے تئیں بڑے اہم اور وقیع الفاظ استعمال فرماکر ہمارے عزائم وحوصلوں کو تقویت عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ ان میں سے مرحومین کو اعلیٰ علیین اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور جو زندہ ہیں ان کے ظلِ ہمایونی اور سایۂ عاطفت کو ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ یہ ان ہی اہل اللہ کی دعاؤں اور خلوص وتوجہات کا نتیجہ ہے کہ مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ اپنے دورِ قیام ہی سے شاہ راہ ترقی پر گام فرسا اور رجال سازی میں مشغول ومنہمک ہے۔

اس ادارہ کے پیغام بلکہ صحیح اور وسیع لفظوں میں اسلامی پیغام کو عام کرنے اور دینی معلومات ونصائح سے عوام کو مستفیض وبہریاب کرنے کے لیے ۳ر اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعرات کو احیاء العلوم صدیقیہ کے احاطہ میں ایک تاریخ ساز عظیم الشان اجلاس منعقد کیا گیا جس میں بہت سے مدارس کے ذمہّ داران، زعماء ونظماء اور عمائدینِ ملت کے علاوہ اطراف واکناف سے عوام کا ایک جمِ غفیر، طلبائے مدارس اور بہت سی تنظیموں کے نمائندے شریک ہوئے، اس اجلاس میں جن حضرات علمائے کرام کو مدعو کیا گیا ان میں سرِ فہرست ادیبِ دوراں حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی مہتمم

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، محقق زماں و معمارِ نسلِ نو حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب مسعودی شیخ الحدیث وقف دارالعلوم دیوبند، شہنشاہِ خطابت و شہسوارِ قلم فاضلِ نوجوان حضرت مولانا ساجد حسن صاحب مظاہری استاذ تفسیر و ادب مظاہر علوم سہارنپور ولیٔ کامل و صوفیٔ مرتاض قدوۃ السالکین حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری مسیحائے ملّت و مدبرِ زماں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم مدرسہ بیت العلوم پیلی مزرعہ متحرک و فعال فاضل اور زبان و قلم کے ماہر حضرت مولانا ریاض الحسن صاحب مظاہری استاذ ادب مظاہر علوم (وقف) سہارنپور۔ حضرت مولانا مسعود عزیزی صاحب ناظم و بانی مرکز احیاء الفکر الاسلامی وغیرہ، ان حضرات کی کرم گستریاں و خورد نوازیاں ہمارے ساتھ رہیں اور بے پناہ مشغولیات و متشتت امور و اشغال کی نگرانی و ذمہ داری کے باوجود ان حضرات نے اپنی تشریف ارزانی سے ہمیں شرف بار فرمایا اور اپنے اثر انگیز و معنیٰ خیز خطاب و بیان سے سامعین کے قلوب کو تازگی و توانائی اور نئی زندگی عطاء کرنے کا کلیدی کردار ادا کیا۔

اس عظیم الشان اجلاس میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم، مایۂ ناز استاذ اور صاحبِ طرز و انشاء پرداز ادیب حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی کا کلیدی خطبہ اور وقیع بیان تقریباً دو گھنٹے پر محیط تھا۔ دراصل مجمع کے اتاہ سیلاب، سامعین کے حشدِ عظیم اور تشنہ کامان معرفت کے جذب دروں اور اس وفور شوق کو دیکھ کر جوان کے چہروں سے عیاں و بیاں تھا، مولانا موصوف کا جوار بھاٹا ابل پڑا، اور بربط قلب کی صدائے دل نشین اور نغمہ و آہنگ کا صور اثر آگیں مزید دو آتشہ ہو گیا.............. اس تقریر و خطابت نے مجمع پر گہرے اثرات مرتسم کیے، عوام الناس کے علاوہ علماء، و زعماء نے بھی اس تقریر کے تئیں اپنی پسندیدگی و پذیرائی کا اظہار فرمایا۔

بہت سے احباب و رفقاء کا اصرار اور خود میرے دل کا تقاضہ ہوا کہ اس تقریر کو

ٹیپ ریکارڈ سے حیطۂ تحریر اور قیدِ کتابت میں لاکر اگر نقشِ دوام حاصل ہو جائے تو اس کے فیضان سے ہر قاری مستفیض و بہر یاب ہو سکتا ہے۔ اسی داعیہ کے تحت اس تقریر کو ٹیپ ریکارڈ سے نقل کیا گیا اور اس کی ایک فوٹو کاپی مربی محترم و خطیب موصوف حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اب اسی تقریر کو قارئین تک پہنچانے کے لیے کتابی شکل دی جارہی ہے تاکہ سامعین و شرکاء اجلاس کے علاوہ ہمارے دیگر اخوان و محبان اور احباب و رفقاء بھی فیضیاب ہو سکیں۔

کچھ دوستوں کی رائے یہ بھی ہوئی کہ مولانا موصوف کی تقریر کے علاوہ جو دیگر مشاہیرِ ملت اور علماءِ کرام یہاں تشریف لائے ہیں ان میں سے کچھ چیدہ و چنیدہ حضرات کے متبرک کلمات اور اس ادارہ کے تئیں انھوں نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے، اس تقریر کیساتھ انھیں بھی شریکِ اشاعت کر دیا جائے۔ اسی غرض سے اکابرین کی تائیدات و تصدیقات بھی ان حضرات اکابرین ہی کے متبرک الفاظ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

آخر میں ہم دل کی گہرائیوں سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو ملی درد کے ساتھ اپنے راحت و آرام کو تج کر کے اس دور افتادہ گاؤں میں قدم رنجہ ہوئے اور اپنی مفید آراء قیمتی نصیحتوں اور حوصلہ افزاء کلمات سے ہمارے قلوب کو تقویت بخشی ہے اور اپنی آمد سے اس اجلاس کی رونق کو دوبالا فرمایا ہے۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر رفیقِ محترم جناب مولانا سلیم احمد صاحب قاسمی مدیر مدرسہ فیض الرشید اوما سی کوٹہ سہارنپور کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جو ہر میدان میں ہمارے شریکِ کار رہے اور کسی بھی طرح کے تعاون سے دریغ نہ فرمایا۔

خدا سے دعاء ہے کہ مولانا کی یہ تقریر اور یہ کتابچہ ملت کے لیے سنگِ میل و مشعلِ راہ ثابت ہو اور ربِّ ذو المنن ہمیں مزید خلوص و نیک نیتی اور انابت و للّٰہیت سے کام کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔

راقم آثم، محمد طاہر قاسمی خادم مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر سہارنپور

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ

کا

ایک یادگار دن

بموقع

عظیم الشان و تاریخ ساز اجلاس

منعقدہ

۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ مطابق ۳ اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعرات

ایک یادگار دن

لیجئے ۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ مطابق ۳ راپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعرات آج وہ دن آہی گیا، ہفتوں بلکہ مہینوں سے جس کا انتظار تھا۔ آج کی تاریخ اور آج کا یادگار دن "مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ" اور یہاں کے ہر فرد کے لیے فخر و مباہات اور سعادت و نجابت کے ساتھ تذکار کی حیثیت رکھتا ہے..... کیونکہ آج مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ اور بیٹلوکر کی سرزمین پر ان عبقری و نابغۂ روزگار شخصیات کا ورودِ مسعود ہو رہا ہے جن کے لیے یہاں کا ہر فرد فرشِ راہ بنا ہوا تھا، جن کی آمد و تشریف آوری پر آج چشمِ فلک بھی نازاں اور جن کے قدومِ میمنت اور نقشہائے کف پا پر نجوم و کہکشاں بھی رقص کناں ہیں۔

صبح کا سہانا سماں ہے، ہوا کے نرم خرام جھونکے پیامِ مسرت لیے دلوں میں ہلچل اور برگ و گل پر بسیرا کیے شبنم کے موتی نور و نکہت سے یہاں کی سرزمین کو ضیابار کرنے لگے۔ ماحول کی اس رنگارنگی و ضوفشانی اور چپ و راست کی اس عطر بیزی و عنبر فشانی کے تئیں آج طلبائے عزیز کے چہروں پر بھی ابتہاج و اہتزاز اور بہجت و بشاشت رقص کرنے لگی ہے۔ کیونکہ جو نادرۂ روزگار اور سربرآوردہ شخصیات آج یہاں جلوہ افروز ہو رہی ہیں انھیں دیکھ کر تو یہاں کے ذرہ ذرہ کو بھی آسماں نے کشکولِ جاں میں سمیٹ کر رکھ دیا اور انھیں تابندہ ذرات سے آج نجومہائے فلک بھی شرمندہ نظر آ رہے ہیں۔

لیجئے اب پنڈال اور اسٹیج بھی سجایا جانے لگا۔ پنڈال کے اس سائبان اور طنابوں کو دیکھ کر فلک و ملک بھی رشک کرنے لگے کیونکہ اس سائباں تلے اللہ کے وہ نیک بندے

زانوے ادب تہ کریں گے جن میں جوانی کی امنگیں بھی ہوں گی اور جذبات کا اتاہ سیلاب بھی ان میں طفلِ مکتب بھی ہوں گے اور مرفوع القلم نوخیز بچے بھی اور وہ سفید ریش بزرگ اور زاہدانِ شب زندہ دار بھی جن کی داڑھیوں کو دیکھ کر داورِ عالم اور خالقِ کائنات بھی شرمسار ہوجاتا ہے۔

عصر کے بعد سے ہی اطراف واکناف سے واردین وصادرین کی آمد شروع ہوگئی اور لوگوں کے پرے کے پرے کشاں کشاں اور جوق درجوق احیاء العلوم صدیقیہ کے احاطہ میں جمع ہونے لگے۔ مؤذن نے مغرب کے لیے بانگِ اذاں بلند کی تو ملتِ اسلامیہ کے جیالوں کی یہ فوج ظفر موج اس پر گوش بر آواز ہوگئی اور ہر طرف سے نماز مغرب کیلئے سبقت ومبادرت شروع ہوگئی، مسجد کی خستہ اور عارضی عمارت کا یہ تنگ احاطہ انسانوں کے ٹھاٹے مارتے ہوئے اس سمندر کو کہاں سما سکتا تھا، یہ مسجد تو مدرسہ میں فروکش طلباء واساتذہ کی سجدہ ریزیوں کے لیے خس وخاشاک لوہے کی تیلیوں اور ٹین کی چادروں سے تیار کی گئی تھی اور ربِّ ذوالمنن کی کریم ذات سے یہ امید رکھ کر اس کی بناء ڈالی تھی کہ یہ اس کا گھر ہے یقیناً وہ ذات بے ہمتا ست اس کے لیے ضرور اسباب ووسائل مہیا کردیگی ------- آج کے اس ازدحام اور بیکراں ہجوم کے لیے مسجد کا احاطہ ناکافی ہونا ایک یقینی بات تھی اس لیے منتظمین نے مسجد سے متصل پنڈال میں بھی صفوں کا انتظام کردیا تھا نماز مغرب کے لیے صف بندی ہوگئی اور امام صاحب نے نمازِ مغرب ادا کرائی۔ سُنن ونوافل سے فارغ ہوکر لوگ پنڈال وجلسہ گاہ میں سکون وطمانیت سے بیٹھ گئے۔ علماءِ ربانیین میں سے جو اہم شخصیات اور عظیم المرتبت حضرات یہاں رونق افروز ہوچکے تھے۔ ان میں ہمارے مہمانِ خصوصی سذاجت ولطافت کے پیکر، انابت وللّٰہیت اور ستودہ صفات کی حامل ہشت پہلو شخصیت حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ریاضت ومجاہدت اور ابتہال وتضرع کا مجسّمہ و

عشق و محبت کی تصویر حضرت مولانا حکیم سید محمد مکرّم صاحب سنسارپوری۔ درد مند قوم وملت، مجاہدِ دوراں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم مدرسہ بیت العلوم پیپلی مزرعہ معمارِ نسل نو مفکرِ ملت و مدبرِ زماں حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی، رئیس المعہد الاسلامی مانک مئو۔ محققِ عصر علم و فضل کے پیکر اور گوہر یک دانہ حضرت مولانا محمد ساجد حسن صاحب استاذ تفسیر جامعہ مظاہر علوم سہارنپور۔ زبان و بیان کے شہسوار اور صحافت و ثقافت کے بے باک ترجمان فاضلِ نوجوان حضرت مولانا ریاض الحسن صاحب مظاہری استاذ حدیث و ادب جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور اور ان کے علاوہ بہت سے جامعات و کلیات کے نمائندے، مدارس و کالجز کے ہرکارے اور بہت سے انسٹی ٹیوٹ اور تنظیموں و اداروں کے معتمدین اور پریس رپورٹرس بھی یہاں رونق افروز و جلوہ بار تھے۔

خاتم المحدثین، رئیس المتکلمین و زبدۃ السالکین حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری شیخ الحدیث دارالعلوم (وقف) دیوبند جنھیں اس پروگرام میں شرکت کی باقاعدہ دعوت دی گئی تھی، ان کی تشریف آوری کے لیے ابھی تک آنکھیں فرشِ راہ بنی ہوئی تھیں کیونکہ آنجناب کے پاس صرف ایک جامعہ کی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ مختلف اشغال اور متشتت مصروفیات کا اتنا ہجوم و ازدحام ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی حقیر دعوت و پیشکش پر حضرت کا رونقِ بزم بن جانا کسی کرشمہ طرازی اور سعادتِ ہمایونی سے کم نہیں۔ حضرت کا چونکہ مغرب کے بعد ہی دیوبند سے روانگی کا پروگرام تھا اس لیے ابھی تک وہ یہاں جلوہ فشاں نہ ہو سکے تھے۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز کیا گیا اور وہ طالبانِ علومِ نبوت جو یہاں مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ میں اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لیے فروکش ہیں ان کے مختلف و متنوع پروگرام پیش کیے گئے جس سے ادارہ کی بہتر کارکردگی اور تعلیم و تربیت کے تئیں

نمایاں کردار کا مظاہرہ ونمونہ سامنے آیا طلباء کے تلاوتِ کلام، نعت ونظم اور خطبات ومکالمات کے اس اچھوتے ونمایاں پروگرام پر دیدہ ور علمائے کرام نے خراجِ تحسین وآفرین پیش کیا اور مدرسہ کی عمدہ کارکردگی پر اپنے مکمل اعتماد واطمینان کا اظہار فرمایا۔

مدرسہ احیاء العلوم صدّیقیہ کے طلباء جنھیں قاری محمد نسیم صاحب استاذ تجوید وقرأت مدرسہ ہٰذا، سامعین کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ ان کا یہ کامیاب پروگرام چلا، اب وقت کا تقاضا تھا کہ علمائے کرام کے خطابات ونصائح سے سامعین کو مستفیض کیا جائے.......... اب اس پروگرام کی باگ ڈور اور اناؤنسری کی ذمہ داری ایک صالح نوجوان اور افقِ خطابت وصحافت کے نیّرِ تاباں حضرت مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی رفیق المعہد الاسلامی مانک مئو سہارنپور کو سونپی گئی موصوف نے اولاً اس تاریخ ساز اجلاس کے انعقاد کے اغراض واہداف پر روشنی ڈالی اور اس طرح کے پروگرام وجلسوں سے مردہ ملت میں اسلامی روح پھونکنے کا جو کارنامہ انجام دیا جا رہا ہے، اسے وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے ان موجودہ فتنوں سے بھی سامعین کو باخبر کیا جو اس وقت ملّتِ اسلامیہ کو ناگن کی طرح ڈس رہے ہیں اور اس کے صالح خون کو چوس چوس کر اسے مردہ جان بنا رہے ہیں۔

اس کے بعد موصوف نے علمائے کرام کے خطابات سے پہلے سامعین کے دلوں کو گرمانے کے لیے قاری محمد مہتاب عالم استاذ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کو اس انقلاب آفرین کلام کو پیش کرنے کی دعوت دی جس نے مختصر سی مدّت میں عرب کے بدوؤں کو تختِ شاہی پر فائز ومتمکن اور سب سے غیر مہذب قوم کو تہذیب وشائستگی اور ثقافت وسنجیدگی کے افقِ اعلیٰ پر جلوہ بار کر دیا تھا۔ موصوف نے بڑے مسحور کن انداز میں تلاوتِ کلام اللہ سے سامعین کو محظوظ کیا۔ تلاوتِ کلام اللہ کے بعد نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس واطہر میں خراجِ عقیدت ومحبت پیش کرنے کے لیے جناب قاری محمد مسلم

صاحب متعلم مدرسہ ہذا، کو دعوت دی گئی۔ موصوف نے بڑے ہی پر کشش لہجہ اور جاذ واثر آوازمیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعت کا نذرانہ پیش کیا۔ تلاوت کلام اللہ اور نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدرسہ کے روحِ رواں اور بانی جناب مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی نے تمام مہمانانِ کرام اور سامعینِ عظام کی خدمت میں شکر و سپاس کے الفاظ اور تشکر و امتنان کے کلمات پیش فرمائے اور آنے والے تمام حضرات کا دِل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا۔ مولانا کا پیش کردہ یہ خطبۂ استقبالیہ جس میں مہمانوں کے استقبال و خیر مقدم کے ساتھ مدارس کی افادیت و ضرورت اور اپنے مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ کے اغراض و مقاصِد اور اس کی تأسیس کے اسباب و عوامل کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش فرمایا۔ اسی کتابچہ میں مکمل شائع کر دیا گیا ہے۔

اس خطبۂ استقبالیہ کے بعد جناب مولانا محمد الیاس صاحب کو دعوتِ سخن دی گئی۔ موصوف نے بڑے وقیع انداز اور قابلِ اعتناء لہجے میں اپنی گفتگو شروع کی۔ حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے موجودہ تقاضوں سے سامعین کو باخبر کیا اور ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں مدارس پر جو شکوک و شبہات کی نظر ڈالی جا رہی ہے اور انھیں دہشت گرد و رجعت پسند قرار دے کر اہل مدارس پر جو تیکھے حملے کیے جا رہے ہیں ان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی تنگ نظری، معلومات کی کمی اور اسلام کے تئیں تعصّب و تشدد کی دلیل ہے جب کہ دنیا بھر میں سروے کے بعد اور خصوصاً ہندوستان میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود بھی کسی ایک مدرسہ سے کسی بھی ایک دہشت گرد کو نہ پکڑا جا سکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا موصوف کی تقریر بڑی پر مغز اور مفید تر رہی۔

مولانا موصوف کے بعد علاقہ کی ہر دلعزیز اور معروف شخصیت اخلاص و توکل کی پیکر ہستی جناب حضرت مولانا سیّد محمد مکرم صاحب کو بڑے ادب و احترام اور اخلاص و محبت کے ساتھ دعوت دی گئی۔ حضرت والا نے بڑے دل پذیر انداز میں دنیا کی بے ثباتی

اور اس عالمِ ہست و بود کی فنائیگی کا نقشہ کھینچ کر سامنے رکھا اور سامعین کے سامنے بر ملا اس حقیقت کو بھی واشگاف و آشکارا فرمایا کہ اس دنیا میں انسان صرف ایک مسافر و راہ گذر کی حیثیت رکھتا ہے جب روح انسانی جسم کے اس ڈھانچہ اور قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی تب انسان کا اس جہان کا سفر اختتام پذیر ہو جائے گا۔ اس دنیا کا سب سے کامیاب مسافر وہی بندۂ مومن ہے جس کی حالت یہ ہو کہ آخری وقت میں اس کے لبوں پر ہنسی و تبسّم رقص کرتا ہوا ہو۔ یہی مردِ مومن کی صحیح نشانی ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسّم بر لبِ اوست

اور کسی نے ناصحانہ انداز میں کیا خوب کہا ہے کہ ؎

اب زیست یوں بسر کر جب کوچ ہو یہاں سے
ہنستا ہوا تو جائے روئے تجھے زمانہ

مولانا موصوف کی تقریر تاثیر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ دنیائے دنی کی بے وفائی و دھوکہ دہی کے ساتھ فکرِ آخرت کے تصور کو اجاگر کرنے میں اس تقریر نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اسی کے ساتھ حضرت نے آخر میں مولانا طاہر صاحب کو مبارک باد بھی پیش کی اور فرمایا کہ ان مدارس سے ہی ہمیں زندگی گذارنے کے صحیح اصولوں کا پتہ چلے گا۔ قابلِ مبارکباد ہیں وہ تمام حضرات جو مدارسِ اسلامیہ کے ذریعہ قوم و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں ..... اللہ تعالیٰ ان تمام مدارس کو ترقیات سے ہمکنار فرمائے۔

چونکہ وقت کا دھارا بڑی تیزی سے رواں تھا، ادھر ہمارے مہمانِ خصوصی عزت مآب جناب حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کو یہاں کے بعد مظفر نگر کے علاقہ میں بھی کئی جگہ تشریف لے جانا تھا، اس لیے وقت کا تقاضہ تھا کہ موصوفِ محترم کو دعوتِ سخن دی جائے۔ چنانچہ اناؤنسر صاحب نے بڑے وقیع

اور پر شوکت الفاظ میں حضرت کو دعوت دی۔ ملّتِ اسلامیہ کے تئیں یہودی لابی اور عیسائی فِتنہ کا بھی ذکر کیا اور شیطان ملتِ اسلامیہ کی بیخ کنی کی جو سازشیں اور منصوبے تیار کرتا ہے اور کس طرح وہ اپنے ارکانِ شوریٰ کو جمع کر کے ان کی ذہن سازی کرتا ہے اور جو زاھدانِ شب زندہ دار اور عابدانِ خدا پرستاران کے خرمنِ سازش کو خاکستر کر دیتے ہیں ان کی بھی ابلیس وعزازیل نشاندہی کرتا ہے۔ اناؤنسر صاحب نے اس پوری حقیقت کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کرنے کے ساتھ مولانا موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لٹی پٹی ملّت اور امت میں آپ جیسے حضرات ہی ہیں جن سے شیطان سب سے زیادہ خوف وخطر محسوس کرتا ہے۔ اس احترام وعقیدت کے ساتھ حضرت کا نام پیش کیا گیا کہ

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لبِ اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

مولانا موصوف کرسئ خطابت پر بڑے انشراح وبشاشت سے جلوہ افروز تھے اور آپ کے ہر نفس سے آتش گل تیز تر ہوتی جارہی تھی جیسا کہ آپ کے خطاب وتقریر سے یہ پوری حقیقت عیاں وبیاں ہے۔ بڑے بسط وتفصیل کے ساتھ تقریباً دو گھنٹے حضرت نے بیان فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں بعثتِ نبویؐ سے قبل کے حالات اور اس وقت کی تنگ وتاریک دنیا اور ظلمت وفساد کے واقعات کی تصویر کشی اور آپسی رقابت و رسہ کشی کی دل خراش داستان کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیغام نے کیسا انقلاب پیدا کیا، دشمنی کی جگہ محبّت ومودت اور انسیت وائتلاف نے انکے قلوب کو معمور فرمایا۔ اللہ سے ان کا رشتہ قائم کرایا اور انسانیت کی ساری خوبیوں سے اس معاشرہ کو مالا مال فرمایا۔ پھر اسی کی روشنی میں موصوف محترم نے موجودہ معاشرہ اور اسکی خرابیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج کا معاشرہ بھی اسی طرح بیمار وفساد زدہ ہے جس طرح سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تھا۔ اسکی اصلاح

کی جتنی کوششیں کی جارہی ہیں اتنا ہی اس میں بگاڑ پیدا ہوتا جارہا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنی اصلاح کی فکر سے بیگانہ ہوتا جارہا ہے، جبکہ اصلاح اپنے نفس سے چلتی ہے تب ہی وہ دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ مولانائے موصوف نے یہ حقیقت بھی آشکارا فرمائی کہ تقویٰ ہی اصل معیارِ زندگی ہے۔ جلوت وخلوت کی زندگی میں انسان اگر متقی بن جائے اور اللہ کی رضا جوئی اس کا مقصودِ زندگی ہو تو یہی انسان کی معراجِ زندگی ہے۔ مولانائے محترم نے اس حقیقت کو بڑے اچھوتے اور دل پذیر انداز میں بیان فرمایا اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے آپ کی تقریر بڑی مؤثر و پر مغز رہی، سامعین نے بڑے سکون ووقار سے مکمل خطاب کو سماعت فرمایا۔ چہروں سے محسوس ہورہا تھا کہ تقریر بڑی اثر انگیز اور دلوں کو چھو لینے والی ہے۔

اس مکمل خطاب کو آپ اسی کتابچہ میں پڑھ کر یقیناً اس کیفیت کو محسوس کریں گے

واعظین وخطباء کے اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی واعظِ خوش الحان اور مقررِ شعلہ فشاں حضرت مولانا ساجد حسن صاحب مظاہری تھے۔ اناؤنسر صاحب نے بڑے وقیع الفاظ میں موصوف کو دعوتِ سخن دی۔ چونکہ آل انڈیا ریڈیو پر بھی آپ کی تقریر نشر کی جاتی ہے جسے لوگ بڑی توجہ اور وقعت کے ساتھ سنتے ہیں، آج وہ مقرر خود عوام کے سامنے موجود تھے اور بالمشافہ ان کے گہر بار کلام کو سننے کا شرف حاصل ہورہا تھا۔ موصوف نے اپنے اچھوتے والبیلے انداز میں اپنے خطاب کا آغاز فرمایا قرآنِ کریم کی یہ آیت یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ پڑھ کر ایک اہم پیغام اور وقت کے تقاضوں سے سامعین کو آگاہ فرمایا۔ تعلیم کی اہمیت وافادیت اور دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم پر مکمل دسترس کی ضرورت کو بھی اجاگر فرمایا اور اس مادہ پرستی وہوسناکی کے دورِ خراباں میں ہم اسلام کے پیغام سے دنیا کو کس طرح آشنا وروشناس کرا سکتے ہیں۔ اس کا تحقیقی جائزہ بھی پیش فرمایا۔ ایک ڈیڑھ

گھنٹے پر مشتمل یہ تقریر بڑی پر مغز اور معلومات سے پُر تھی۔ اس میں ماضی کی یادیں بھی تھیں اور مستقبل کی باتیں بھی اور حالِ زار کی مکمل تصویر کشی بھی۔ تقریر کو بڑے شوق اور توجہ سے سنا گیا، یہ تقریر بھی اس لائق ہے کہ مکمل اسے شائع کیا جائے، ٹیپ میں محفوظ ہے یہ مختصر سا کتابچہ اس کا متحمل نہیں، اللہ نے اگر موقع عنایت فرمایا تو انشاءاللہ یہ اور دیگر علماء کی تقاریر کو مستقل طور پر شائع کیا جائے گا۔

اب پروگرام اختتام پذیر ہوا چاہتا تھا۔ امسال درجاتِ حفظ سے جو بچے حافظ ہوئے تھے اور انھوں نے کلامِ الٰہی سے اپنے سینوں کو معمور کیا تھا ان کی دستار بندی بھی ہونی تھی، یہ حفاظ جن کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

①	محمد مسلم	ولد علاء الدین	امروہہ
②	معین الدین	〃 〃	〃
③	محمد سلیم	〃 نعیم احمد	〃
④	عبد الرحمٰن	〃 〃	〃
⑤	محمد ساجد	〃 صغیر احمد	روڑکی
⑥	مکرم حسین	〃 محمد ماہر	امروہہ
⑦	ضیاء الدین	〃 جمال الدین	〃
⑧	محمد عثمان	〃 محمد احسان	بجنور
⑨	شہزاد احمد	〃 محمد یوسف	〃
⑩	محمد عابد	〃 محمد یعقوب	〃
⑪	محمد ارشد	ولد عبد الرحمٰن	نعمت پور سہارنپور
⑫	محمد عاقل	ولد محمد قاسم	〃
⑬	محمد اکرم	ولد عبد الرشید	〃
⑭	عزیز احمد	ولد محمود حسن	〃

ان مذکورہ بالا حفاظ کو دستارِ فضیلت عطا کرنے کیلئے مظاہر علوم کے مایۂ ناز استاذ حضرت مولانا ساجد حسن صاحب مظاہری کا انتخاب کیا گیا۔ مولانا موصوف نے ان حفاظ کو قرآن کریم کی آخری آیات تلاوت کرائی اور قرآنِ کریم کی تکمیل سے ان حضرات کو بہرہ یاب فرمایا پھر ان کے سروں پر دستارِ فضیلت باندھ کر دعاء کرائی اور اس طرح سے یہ نورانی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر ضلع سہارنپور

کے

عظیم الشان وتاریخ ساز اجلاس

منعقدہ ———— ۳ر اپریل ۲۰۱۳ء بروز جمعرات

کے موقع پر

پیش کردہ

خطبہ استقبالیہ

پیشکش

مولانا محمد طاہر قاسمی

بانی وناظم مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر ضلع سہارنپور

کتبہ محمد مرتضی نزد مظاہر علوم سہارنپور

خطبہ استقبالیہ

بموقع

عظیم الشان و تاریخ ساز اجلاس

منعقدہ:۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳؍اپریل ۲۰۰۳ء

حامداً و مصلیاً۔ اما بعد! قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ او کما قال ؑ

صاحب فضل و کمال ملت کے دردمند و محسن، عربی و اردو کے مایۂ ناز ادیب حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ دامت برکاتہم اور زبان و قلم کے بے تاج بادشاہ علم کے بحر بیکراں حضرت مولانا محمد انظر شاہ صاحب مسعودی اور سید الطائفہ قدوۃ العارفین حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری دامت برکاتہم اور دور دراز سے آئے ہوئے دیگر مؤقر علمائے کرام و مہمانانِ عالی مقام! آپ حضرات کی آمد پر آج بٹلوکر کی سرزمین نازاں ہے اور یہاں کا ہر فرد شاداں و فرحاں ہے۔ یقیناً آپ حضرات کی تشریف آوری ہمارے لیے ہی نہیں بلکہ اس پورے علاقہ کیلئے سعادت و نجابت اور فرحت و نیک بختی کی ضامن ہے اسی لیے آج یہاں کا ذرہ ذرہ متبسم، کلی کلی خندہ زن اور غبارِ راہ بھی گلِ پیرہن بنا ہوا ہے۔

پھر زندگی کو مل گیا نورِ صباح نو
دوشیزگی گل میں وہی بانکپن ہے آج

حضراتِ گرامی! اس وقت امّتِ مسلمہ ایک نازک دور سے گذر رہی ہے اس پر چاروں طرف سے فتنوں کی یلغار ہے، اس کی تہذیب وثقافت کو ختم کرنے اور اسے ذہن وفکر کے اعتبار سے مغرب زدہ بنانے کی کاوشیں اپنے عروج پر ہیں، اس کے لیے اسے ہر میدان میں شکست دینے کی منصوبہ بند کوشش کی جارہی ہے۔ دراصل انھیں یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے یا یہ پیغام ان کو پہنچایا گیا ہے کہ اسلام اور قرآن اور تعلیماتِ رسول اللہ ﷺ میں ان کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے انھوں نے اس دینِ رحمت اور نبی رحمت اور امن وسکون کے حامل مذہب کو اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرلیا ہے۔ اسی پس منظر میں یہ حضرات اِس مذہب اور اس کے ماننے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی ناکام کوشش کررہے ہیں۔ اس ملتِ مرحوم کو ختم کرنے کے تئیں ان کی سرگرمیاں روز بروز تیز تر ہوتی جارہی ہیں اور یہ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ جہاں دیدہ حضرات جانتے ہیں کہ عالمی سطح پر یہ منصوبہ بند پلان مرتب کیا جارہا ہے کہ اس ملت کے وجود کو دنیا سے ختم اور اس کے نونہالوں کو ایمان وعقیدہ اور اسلامی فکر وشعور سے دست بردار کردیا جائے چنانچہ ایک طرف تو گولہ باری سے دنیا کے بیشتر حصّوں میں انھیں مفلوج کیا جاتا ہے دوسری طرف تعلیمی فضا کو زہر آلود کرکے ان کے معصوم بچوں کو عقیدہ وایمان سے بیگانہ کرنے کی جدوجہد جاری ہے۔ لارڈ میکالے نے بہت پہلے جس نظریہ کو ہندوستان میں پیش کیا تھا، آج ہزاروں اسکول اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔ اقبال نے صحیح کہا تھا

تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالیہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

لیکن الحمد للہ! ان مدارس کا یہ کارنامہ ہے کہ انھوں نے سب کچھ برداشت کرکے ہندوستان میں مسلمانوں کے عقیدہ کی حفاظت کی ہے اور مغربی تہذیب کی یلغار نے جب بڑی بڑی سلطنتوں کو اپنی زد میں لیا ہے اور ان کے رہن سہن اور بود وباش کو متأثر کیا ہے، انکے

عقائد کو کمزور کیا ہے۔ ہندوستان میں انھیں مدارس نے عقیدہ کو بچایا، ایمان کو بچایا، نمازوں کو قائم کیا اور تلاوتِ قرآن پاک سے اس ملک کو آباد رکھا، آج بھی یہ مدارس مختلف علاقوں میں دینی بیداری کے لیے سرگرم ہیں اور پوری دنیا ان کی احسان مند ہے۔ ان مدارس سے روشنی ملتی ہے۔ روشنی ایمان کی، عقیدہ کی، صداقت وسچائی کی، انسانیت کی آپ کا یہ مدرسہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جہاں ہم آپ کے لیے سراپا استقبال ہیں جو آج سے آٹھ سال قبل ملّتِ اسلامیہ اور بالخصوص نسلِ نو کو دین وعقیدہ سے وابستہ کرنے، انھیں قرآنی اوصاف وکمالات سے آراستہ کرنے کے لیے حسب ارشاد حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد صاحب باندویؒ، حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری دامت برکاتہم اور دیگر اکابر علماءِ کرام کے دستِ مبارک سے وجود میں آیا تھا اور الحمد للہ اب تک اس نے امید افزا اور حوصلہ بخش ترقی کی ہے۔ اِسکی اس ترقی وکامیابی میں ہم خاک نشینوں کے ساتھ آپ حضرات کی بھی زبردست قربانیاں ہیں کہ آپ نے اس ادارہ کو اپنا ادارہ اور ملتِ اسلامیہ اور اس کے ایمان وعقیدہ کی بقاء کا ضامن سمجھ کر کسی بھی طرح کے تعاون سے دریغ نہ کیا۔ اس پر ہم آپ حضرات کو خلوص ومحبت کا تحفہ پیش کرتے ہیں

برادرانِ اسلام! جن بلند مقاصد اور عظیم جذبات کے تحت اکابرینِ ملّت اور دوربین علمائے کرام کے مشورہ سے اس علاقہ میں یہ ادارہ قائم کیا گیا تھا وہ مندرجہ ذیل ہیں (۱) تعلیمِ قرآن واحیاءِ سُنّت (۲) پورے عالم میں دعوت وتبلیغ کی مساعی کاملہ (۳) تعلیم بنین وبنات کا مکمل اہتمام وانتظام (۴) دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کا خصوصی نظم (۵) مسلمان بچوں وبچیوں کے لیے صنعت وحرفت کا انتظام (۶) طلبہ کی حفظانِ صحت کے لیے ضروری ورزش کا نظم (۷) ایک ایسے شفاخانہ کا قیام جہاں طلبہ کے ساتھ غرباء ومساکین کا بھی تسلّی بخش علاج ومعالجہ ہو (۸) ایسی لائبریری کا قیام جو

طلبہ کی ذہنی، فکری، علمی، عملی اور تربیتی وثقافتی زندگی میں کلیدی کردار ادا کرسکے اور ان کی شخصیت سازی میں معین ومددگار ثابت ہو ⑨ طلبہ میں اردو عربی تحریر وتقریر کی صلاحیت بلکہ صحافت وانشاء میں رسوخ پیدا کرنے کے لیے با صلاحیت وتجربہ کار افراد کا انتخاب اور مکمل نظم بھی پیشِ نظر ہے تاکہ یہاں سے فارغ ہونے والے طلباء اسلام کے آفاقی پیغام کو مؤثر ودوٹوک انداز میں اپنی زبان وتحریر کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کرسکیں۔

اس مختصر سے عرصہ میں ہم اپنے مقاصد میں کس منزل تک پہنچے ہیں اس کا اظہار بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ قرآنِ پاک کی معیاری تعلیم کی حتی المقدور کوشش جاری ہے جس کے معیار کو الحمد للہ اقرب وجوار ہی نہیں بلکہ بلادِ بعیدہ میں بھی سراہا جارہا ہے۔

شعبۂ عربی ثانویہ رابعہ تک عربی کی معیاری تعلیم ہورہی ہے جس پر بہت سے علماءِ کرام نے اعتماد کا اظہار فرمایا ہے۔ اردو ہندی انگلش تا درجۂ پنجم ہے۔ شعبۂ تحریر وتقریر کے لیے بھی الحمد للہ باقاعدہ ہفتہ واری پروگرام کا نظم ہے جس میں طلبۂ عزیز اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ادارہ کے ان تمام شعبوں میں باصلاحیت افراد کے ذریعہ معیارِ تعلیم اور عمدہ تربیت کا نظم ہے جس پر بہت سے دردمندانِ ملت خراجِ تحسین وآفرین اور حوصلہ افزا کلمات پیش کرتے رہتے ہیں جو ہمارے لیے فخر وسعادت کی بات ہے باقی اغراض کی تکمیل کے لیے ہم کوشاں ہیں، بہت جلد ان شاء اللہ ان کو بروئے کار لانے کا عزم ہے۔ چنانچہ بنات کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز خود ہمارے مہمانِ خصوصی حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی دامت برکاتہم فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں عصری تعلیم کا نظام پہلے ہی سے چل رہا ہے تاہم مستقل طور پر اب ہم اس کا آغاز کرنے جارہے ہیں تاکہ ملتِ اسلامیہ کے وہ نونہالان جوان دینی مکاتب اور اسلامی مدارس سے کنارہ کش ہوکر خالصتاً عصری علوم اور غیر اسلامی اسکول کے ہوکر رہ جاتے ہیں جہاں

ان کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کی جاتی ہے۔ کوشش ہے کہ اس گندہ ماحول سے انھیں بچاکر اسلامی تربیت کے سانچہ میں ڈھالا جائے، ایمان وعقیدہ کی کمزوری کے سبب جس تعلیم کو وہ اپنی روزی روٹی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور جس کے لیے وہ اسکولوں کا رُخ کرتے ہیں اس تعلیم کا یہاں مستقل طور پر نظم کر کے مِلّت کے ان سادہ لوح نونہالان کو بچانے کی کوشش ہے اور انھیں یہاں عصری تعلیم کے ساتھ ضروری اسلامی تعلیمات سے آشنا وروشناس کرانے کا عزم ہے۔ جب یہاں اسلامی تربیت کے سانچہ میں وہ ڈھل جائینگے اور ایمان وعقیدہ کا صحیح تصور ان کے ذہن ودماغ پر نقش وثبت ہو جائے گا پھر وہ جس ماحول میں بھی جائیں گے یقیناً ایمان وعقیدہ اور یہ اسلامی تصور باقی رہے گا۔ اسی غرض سے اب اس طرح کا نظام بنانے کا ارادہ ہے کہ ہمارے یہ طلبہ ایک وقت عصری تعلیم حاصل کریں اور دوسرے وقت میں دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہوں۔

اخیر میں ہم اپنے تمام معزز مہمانان کے لیے اپنے دلوں میں جو جذبات واحساسات لیے ہوئے ہیں ان کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ آپ نے اپنی مصروفیاتِ اوقات کے باوجود ہماری ہمت افزائی کے لیے قدم رنجہ فرما کر دلوں کو توانائی اور حوصلوں کو تازگی بخشی ہے اس پر ہم خادمانِ ادارہ تمام حضرات کی خدمت میں تشکر وامتنان اور شکر وسپاس کے کلمات پیش کرتے ہیں، بطور خاص ہمارے مہمانِ خصوصی حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ دامت برکاتہم کے ہم اور اہلِ علاقہ انتہائی ممنون ہیں کہ آنجناب نے صعوبتِ سفر برداشت فرما کر اس تاریخ ساز اجلاس کو کامیاب اور مفید تر بنانے میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے، ہم اُن کا صمیمِ قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ ہم اپنے محدود وسائل کے سبب آپ کو خاطر خواہ راحت تو نہیں پہنچا سکتے تاہم ہم نے مقدور بھر راحت رسانی کی کوشش کی ہے اگر پھر بھی ہماری کسی کمی کی وجہ سے آپ کو زحمت ہوئی ہو تو اس کو درگذر فرمائیں نوازش ہوگی

اس کے ساتھ میں اس جلسہ میں شرکاء تمام سامعین سے دل کی گہرائیوں سے یہ درخواست بھی کرتا ہوں کہ آج کی اس نورانی مجلس اور عظیم الشان اجلاس میں ہمارے اکابر زعمائے ملت اور علمائے کرام جو نصیحتیں اور قیمتی باتیں ہمارے سامنے بیان فرمائیں گے ہم انشاء اللہ ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی مکمل کوشش کریں گے۔ اسی عزم کے ساتھ آج کی اس مجلس میں بیٹھ کر علمائے کرام کے خطابات سے محظوظ و مستفیض ہوتے رہیں۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

وہ دانائے سُبل، ختم الرُسل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

علامہ اقبالؒ

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر ضلع سہارنپور

کے

عظیم الشان وتاریخ ساز

اجلاس

منعقدہ ۳ر اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعرات

کو

عالی مرتبت حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کی تشریف آوری کے موقع پر

پیش کردہ

سپاسنامہ

پیش کش:

مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی بانی وناظم مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر

باسمہٖ سبحانہٗ

گلہائے عقیدت

بخدمت ادیبِ اریب حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بموقع

عظیم الشان تاریخ ساز اجلاس مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر سہارنپور

منعقدہ:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳ر اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعرات

محسن و کرم گستر! آج مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ کی کلی کلی خندہ زن، بوٹہ بوٹہ تبسم ریز، چپہ چپہ شاداں و فرحاں ہے اور یہاں کے ہر فرد کا دل مسرور و باغ باغ ہے کہ آج اللہ نے ہمیں ملت کے ایک غیور و دردمند کی تشریف ارزانی کے شرفِ بے پایاں سے شاد کام و بہرہ یاب فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس اس موقع پر نہ تو پُر شوکت الفاظ کی وہ بندش ہے اور نہ ہی منظم تراکیب کی وہ چستی جس سے ہم اپنی بے پناہ فرحت و مسرت اور اس ہمایونی سعادت کا اظہار کرسکیں لیکن بقول علامہ اقبالؒ

ع دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔۔۔۔۔ کے تئیں آج کے اس مبارک و مشکبار موقع پر ہم بلند سوغات، نیک خواہشات اور پاکیزہ جذبات کی یہ مئے مینا گداز۔۔۔ حفیظ جالندھریؒ کے ان الفاظ کے ساتھ پیش کرتے ہیں جو درحقیقت ہماری اتاہ محبت اور بیکراں عقیدت کے حدی خواں اور دلِ وارفتہ کے ترجمان ہیں۔

نہ یارائے سخن سنجی نہ دعوائے زباں دانی
اگر کچھ پاس ہے تو بس عقیدت کی فراوانی

سالارِ ملت! عقل زیاں کاریوں، تدبر کی فسوں کاریوں اور فکری کساد بازاریوں کے اس دورِ پُرآشوب میں جبکہ دانشمندانِ فرنگ کی نکتہ آفرینیوں ولن ترانیوں اور عالمگیر سیاسی چابکدستیوں نے ملت کے لٹے پٹے قافلۂ نیم جان پر ایسا شب خون مار رکھا ہے جس نے ملتِ اسلامیہ اور خصوصاً نئی نسل کے نہالوں کی زندگیوں کو بے سود و پراگندہ اور ان کے مسائل کو ژولیدہ اور ایسا معقد و پیچیدہ بنا دیا ہے جس سے دینی غیرت و حمیت، اسلامی روح و محبت، فکری عظمت و رفعت، صداقت و بطالت، شجاعت و بسالت، عالی حوصلگی، بلند ہمتی اور علمی و اخلاقی امتیاز کی حامل ملت کس مپرسی اور انحطاط و تنزلی کا شکار ہوتی جارہی ہے۔ یہ ملت کے لیے ایسا المیہ و ٹریجڈی ہے جس نے آپ جیسے غیور و جسور اور دینی درد و حمیت رکھنے والے افراد کو کرب و بے چین اور سراپا سیماب وش بنا ڈالا ہے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت بھی ہے کہ اگر الحاد و دہریت کی ڈاکہ زنی کے اس طوفانِ بلاخیز اور عیسائیت و یہودیت کی بیخ کنی کے اس سیلِ سبک گام پر باندھا اور قدغن نہ لگایا گیا اور فکری یلغار کے طوق و سلاسل میں محبوس نسلِ نو کے افراد کی گلو خلاصی کا کردار ادا نہ کیا گیا تو ملتِ مرحومہ کے حالات مزید ابتر ہونے کے خدشات خدانخواستہ یقین کی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

دردمندِ ملت! ناگفتنی حالات کی اس ناہنجاری و نابکاری، دلدوز واقعات کی آشفتہ سری اور بے ہنگام شورشوں کی گرم بازاری میں آنجناب اپنے اشہبِ قلم کی تیز گامی، علم و عمل کی جولانی، فکر و نظر کی بلند آہنگی اور دراک اختر ذہن کی رسائی سے جست لگا لگا کر تعمیرِ ملت، اس کی عظمتِ رفتہ اور شوکتِ ربودہ کی بازیافت کا سراغ لگانے اور اس کی عزت و وقار کو بحال کرنے کے ساتھ ساتھ صالح زندگی کے ولولۂ شوق انگیز

سے بہر کام کرنے اور اس میں پاکیزہ جذبات کے رنگ و آہنگ اور امنگ و ترنگ کا صور پھونکنے کا جو لازوال و گراں مایہ اور قابلِ صد آفرین کارنامہ انجام دے رہے ہیں اور اپنی نرم گفتاری و نوائے شعلہ نفسی سے ملّت کو اوج و عروج کے مدارج پر گام فرسا کرنے کا جو کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں اس نے پوری ملّت کو آنجناب کا منت کش احسان بنا ڈالا ہے

معمارِ نسلِ نو! آپ کے جواہر فکر کے خریطہ سے بدخشاں لعل اور آبدار گوہر "البعث الاسلامی" اور دیگر جرائد و رسائل کے بے جان کاغذوں پر بکھر کر جو جلوہ سامانیاں و تابناکیاں پیدا کر رہے ہیں وہ مغربی تہذیب و تمدن اور غیر اسلامی روایات و خرافات کے لیے برقِ بے اماں ثابت ہو رہی ہیں اور تحقیق کے نشتر سے آپ جو ستاروں کا جگر چاک کر رہے ہیں، اس سے جہاں نیم سوختہ جان ملت میں حرکت و حرارت پیدا ہو رہی ہے وہیں جہالت و جاہلیت کا غبار بھی چھٹ رہا ہے۔ خدا کرے اِس چراغ سے چراغ جلتے رہیں اور اسی طرح نور نکہت کا سماں پیدا ہوتا رہے اور آنجناب کے ظلِ عاطفت میں یہ خستہ و ریودہ ملت زندگی کی تازگی و توانائی اور رعنائی و برنائی سے آشنا و شاد کام ہوتی رہے۔

محسنِ ملّت! "مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ" جہاں اس وقت آنجناب تشریف فرما ہیں، یہ مصلح الامّت حضرت قاری صدّیق احمد صاحب باندوی کے خوابوں کی تعبیر، مفکّر ملت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کے خلوص و صداقت کا آبشار اور آپ جیسے ذی شعور و بلند فکر اکابرین کی سوچ و فکر کا ایک شاخستان و خیابان ہے جو بیمار ملت کے درد کا درمان اور نہالانِ نیم جان کے کرب کا مداوا پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آنجناب کی کرم گستریوں و خورد نوازیوں کے تئیں دو آبہ کے درمیان اس پسماندہ و دور افتادہ اور شوریدہ سمیل سرزمین پر یہ صفۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی کردار کو عملی جامہ پہنانے میں مشغول ہے جس نے درماندہ و غیر متمدن بدوؤں کو ان اسرار

وحکم سے آراستہ کیا تھا جن کے سبب انھوں نے وقت کے قیاصرہ واکاسرہ اور نمارده وفراعنہ کے تختہائے سلطنت کو تاخت وتاراج اور تاج سرِ دارا کو پاؤں سے کچل ڈالا تھا۔

عالی مرتبت! آپ سفر کی صعوبت برداشت کر کے تعب وخستگی اور مدقوق جسم کے ساتھ یہاں تشریف فرما ہوئے، یہ ملت سے آنجناب کی فیاضانہ ہمدردی کی بین دلیل ہے۔ بے سروسامانی کے اس عالم میں ہم آنجناب کی خدمت وضیافت کا خاطرخواہ حق ادا نہ کرنے کے احساس سے گھلے جارہے ہیں اور یہ تصور ہمارے لیے سوہانِ روح بنا ہوا ہے کہ

ع آج تو بوریہ ہی حاضر ہے شاہوں کیلئے

معمارِ ملّت! آخر میں ہم پھر آنجناب کی خدمت میں نذرانۂ محبت، اگلہائے عقیدت اور دل سے نکلے ہوئے الفاظ کی سوغات کا یہ تحفہ پیش کرنے کی جرأتِ رندانہ کر رہے ہیں امید ہے کہ شرف قبولیت سے باریاب اور اپنی کرم گستریوں سے بہرہ ور فرماتے رہیں گے

پیشکش

(مولانا) محمد طاہر قاسمی

مہتمم مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر ضلع سہارنپور (یوپی)

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر

کے

تاریخ ساز اجلاس

میں

حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی

مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

کا

اہم خطاب

شائع کردہ

شعبۂ نشر واشاعت مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وّاٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین ومن تبعھم باحسانٍ الیٰ یوم الدین۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہٖ ولا تموتنّ الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرۃٍ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ لکم اٰیٰتہٖ لعلکم تھتدون۔ صدق اللہ العلی العظیم

حضرت مولانا سیّد مکرم حسین صاحب سنسارپوری۔ حضرت مولانا مفتی محمد الیاس صاحب مہتمم مدرسہ بیت العلوم پیپلی مزرعہ ہریانہ۔ حضرت مولانا محمد مسعود عزیزی صاحب بانی مرکز احیاء الفکر الاسلامی۔ حضرت مولانا محمد طاہر صاحب بانی وناظم ادارہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر، اہلِ علم ومعرفت، اخلاق کے نمائندہ حضرات، تمام علمائے کرام مہمانانِ عالی مقام، حاضرینِ عظام، طلبائے کرام، میرے بھائیو اور دوستو!

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر کے اس اہم علمی پروگرام اور تعلیمی اجلاس میں آج ہمیں اکابر علمائے کرام سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہورہا ہے اوران حضرات کی مفید نصیحتوں، قیمتی باتوں کو سننے کا موقع اور ان کے فیوض وبرکات سے

مستفیض ہونے کی سعادت و توفیق بھی حاصل ہو رہی ہے۔ میری مراد وہ حضرات علمائے کرام ہیں جو حضرت مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی کی دعوت پر مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ میں تشریف لائے ہیں یا لانے والے ہیں، یہ ہم سب پر اس ادارہ کے بانی و ناظم مولانا محمد طاہر صاحب کا احسانِ عظیم ہے کہ انھوں نے ہمیں یہ مبارک و مسعود موقع فراہم کیا کہ ہم حضرات علمائے کرام اور اہل اللہ کی زیارت سے شرفیاب ہو سکیں اور ان کی قیمتی باتیں سن سکیں۔

میرے بھائیو! آج کے اس عظیم الشان اجلاس میں مجھے آپ حضرات کی توجہ تاریخ کے اس پچھلے دور کی طرف مبذول کرانی ہے جسے پندرہ سو سال پہلے کا دور کہا جاسکتا ہے جس کا تعلق صرف جزیرۃ العرب سے ہی نہیں تھا بلکہ اس کا تعلق ساری دنیا سے تھا اور وہ زمانہ پوری انسانیت پر اثر انداز تھا، دنیا میں تہذیبیں موجود تھیں۔ مشرق میں ایرانی تہذیب اور مغرب میں رومی تہذیب۔ یہ دونوں تہذیبیں اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھیں۔ جزیرۃ العرب میں بھی ان تہذیبوں کا اثر کسی نہ کسی حد تک موجود تھا خاص کر تجارتی اور اقتصادی میدان میں لوگ ان تہذیبوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا رہے تھے۔

دوستو! اس دور کا سب سے بڑا المیہ یہ تھا کہ ان تہذیبوں کے باوجود انسان کو صحیح معنوں میں اپنی انسانیت کی نمائندگی کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ انسان یا تو اپنی انا "تکبر" اپنی طاقت و مالداری یا اپنے تہذیبی ورثہ کی بنیاد پر اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا تھا، بلکہ درجۂ الوہیت تک اپنے کو پہونچانے کا تصور رکھتا تھا، یا دوسرے کمزور انسانوں کے ساتھ جانوروں کا سا معاملہ کیا جاتا تھا۔ یہ چھٹی صدی عیسوی اور ساتویں صدی عیسوی کے پہلے دور کا واقعہ ہے کہ جب دلوں سے انسانیت کا تصور نکل چکا تھا اور لوگ من مانی زندگی گذار رہے تھے، دور دورہ صرف ایک چیز کا تھا جس میں ان کی ساری توانائیاں صرف ہو رہی تھیں اور جس میں وہ پوری طرح ڈوبے ہوئے تھے اور جس کو وہ اپنا سرمایۂ حیات سمجھتے تھے، اسی کو وہ کامیابی کا راستہ سمجھتے تھے، اس پر مکمل اعتماد کرتے تھے اور اسی کے

لیے وہ قیمتی سرمایہ اور سب کچھ قربان کررہے تھے وہ تھی غیراللہ کی عبادت۔ اور وہ تھی بت پرستی، بت پرستی ہی کو فروغ دینے اور تقویت پہنچانے اور بت پرستی کو آگے بڑھانے اور بت پرستی کو فلسفۂ زندگی بنانے کیلئے وہ اپنی ساری قوتیں زیادہ سے زیادہ توانائیاں صرف کررہے تھے، اسی کے اندر ڈوبے ہوئے تھے اور اس کے نتیجہ میں ان کے اندر جو صفات پیدا ہو گئی تھیں وہ صفات انسانی صفات سے کسی بھی طرح میل نہیں کھاتی تھیں اسی کے نتیجہ میں ان کے اندر نہایت سخت دلی پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ جنگ وحرب کے عادی ہو گئے تھے اور بغیر اس کے وہ اپنی زندگی میں کوئی سکون محسوس نہیں کرپاتے تھے اسی کے نتیجہ میں وہ ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے تھے جس کے سبب آپسی رسہ کشی اور باہمی رقابت و دشمنی ان کا طرۂ امتیاز بن گئی تھی، اسی کو قرآن کریم نے اپنے بلیغ ترین انداز میں اس طرح بیان کیا ہے ''وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا''، کہ اللہ کے احسان کو یاد کرو اور اس وقت کو یاد کرو جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ باپ بیٹے کا دشمن تھا، بھائی بھائی کا دشمن تھا، قبیلہ قبیلہ کا دشمن تھا، جنگ کے وہ اس درجہ عادی ہو گئے تھے کہ اگر ان کو کوئی دشمن نہ ملتا جس سے وہ جنگ کرتے اور جو جنگ ان کا امتیازی وصف تھا اس کو پورا کرنے کے لیے موقع نہ ملتا تو وہ اپنی زندگی کو ناقص تصور کرتے اور صرف یہی نہیں بلکہ برائیاں اپنے عروج کو پہنچ چکی تھیں اخلاقی رزائل اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ فحش، زناکاری اور شراب نوشی عام تھی، کسی بھی کام میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔۔۔۔۔ اسی ماحول میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور فرمایا کہ ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ''۔ اے ایمان والو لحاظ کرو اللہ کا جیسا کہ اس سے لحاظ کرنے کا حق ہے اور ڈرو اس سے ایسا جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے

اور نہ موت آئے تم کو مگر صرف اس حالت پر کہ تم مسلمان اور موحد ہو، اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں جو عداوتیں اور دشمنیاں ہیں ان کو ختم کرو، اگر تم اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو گے تو یہ بدترین حالات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور پھر یاد دلایا اللہ نے کہ وہ دل جو ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اللہ نے ان کو محبت و اخوت پر مجتمع فرمادیا، اب ایسا اختلاف و انتشار نہ رہا جس کا اس سے پہلے مظاہرہ ہوا کرتا تھا اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے اخوت و بھائی چارگی کی دعوت دی اور جو اخلاقی برائیاں ان کے اندر پیدا ہو گئی تھیں اور ان کی زندگی کا جزء بن چکی تھیں ان برائیوں سے انھیں روکنے اور باز رکھنے کی کوشش کی۔ اسکے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بنیادی باتوں کی طرف توجہ مبذول کرائی جن سے یہ برائیاں جنم لیتی ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو یہ پیغام دیا جو حدیث شریف میں مذکور ہے۔ ”إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا“۔ بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے جو ہم کو قعرِ مذلّت میں نہ ڈال دے۔ بدگمانی کی وجہ سے جو طرح طرح کی برائیاں ہمارے اندر داخل ہو جاتی ہیں اور دشمنی اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو ہم یہ خیال کر بیٹھتے ہیں کہ شاید یہ تو ہمارے ہی بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ اسکی وجہ سے دلوں میں نفرت اور بعد پیدا ہو جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے کا تجسّس بھی نہ کرو کہ اس سے دلوں میں دراڑ پیدا ہو جاتی ہے، پھر دل نہیں ملتے ایسے ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کے کاروبار اور دیگر نعمت کو دیکھ کر حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض بھی نہ رکھو کہ یہ انسان کو ہمیشہ ہمیش کے لیے ایک دوسرے سے جدا کر دیتا ہے اور دلوں کے شیشوں کو چکنا چور کر دیتا ہے۔ اور کسی کے پیچھے نہ پڑو کہ

اس کی ہر بات کی تحقیق شروع کر دو، اس طور پر کہ تم دو روز سے کہاں تھے۔ ایک مؤمن کے لیے یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح فرمائی اور پوری توجہ آپؐ نے اسی پر صرف فرمائی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا "کُلُّکُمْ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تراب لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمیّ علی عربیّ ولا لابیض علی اسود ولا لاسود علی ابیض الا بالتقویٰ"، کسی کو ایک دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے، تم سب آپس میں اولادِ آدم ہو اور آدم کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا لہٰذا تم میں سے کسی کو ایک دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ کا تقویٰ اس کے دل کے اندر ہو، جس کے اندر جتنا اللہ کا تقویٰ ہوگا وہی افضل ہوگا اصل پیمانہ برتری کا یہ ہی تھا اسی کو اللہ نے اپنے بلیغ انداز میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" تو جو پیمانہ ہے آدمی کی عظمت کا اس کی بلندی کا، صحیح انسان ہونے کا، بھائی چارگی اور اخوت کے جذبے کا، وہ ہے اللہ کا لحاظ، اللہ کا تقویٰ۔ جب اللہ کا تقویٰ انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے وہ تمام چیزوں سے مستغنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے پھر وہ نام و نمود کے چکر میں نہیں رہتا۔

برادرانِ اسلام! اس وقت کے معاشرہ کو جس چیز کی ضرورت تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف توجہ دلائی۔ آج ہمارا معاشرہ انتہائی طور پر بگڑا ہوا ہے۔ آج نہیں جب بھی معاشرہ بگڑتا ہے تو وہ اسی پیمانہ سے ٹھیک ہو سکتا ہے، یہ ایسا پیمانہ ہے جو ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والا ہے، اس پیمانہ کو اختیار کر کے ہم ایک قابل و کامیاب زندگی گذار سکتے ہیں اسی کو اللہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے "لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ" کہ ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ رنج و غم۔ یعنی جن کے دلوں کے اندر اللہ کا تقوی اور خوف

موجود ہے وہ بے خوف وخطر کی زندگی گذارتے ہیں۔ یہ حال ان کا دنیا میں ہوتا ہے اور آخرت کے متعلق اللہ نے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، کہ بے شک جن لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جم گئے اور انھوں نے اسی کے مطابق اپنی زندگی کو اللہ کے رنگ میں رنگ لیا ان پر بار بار فرشتے نازل ہوتے ہیں، وہ فرشتے ان سے یوں کہتے ہیں کہ اب تم کو کسی قسم کا خوف وخطر نہ ہوگا۔ اب تم کو بہترین زندگی حاصل ہوگئی۔

ارے عزیزو! آج ہم رب چاہی زندگی چھوڑ کر من مانی زندگی گذار رہے ہیں، جس کی وجہ سے ہم طرح طرح کے رنج میں مبتلا ہیں کبھی کسی پریشانی کا شکار ہیں کبھی کسی مسئلہ میں گرفتار ہیں، کبھی قحط سالی کا مسئلہ ہے کبھی گھر کے مسائل ہیں کبھی دینی مسائل ہیں۔ لاکھوں مسائل میں ہم گھرے رہتے ہیں اگر ہمارا دین پر عمل ہو جائے اللہ ہمیں ان مسائل سے بے نیاز کر دے گا، ہم امن وعافیت کی زندگی گزاریں گے جو اصل ذریعہ ہے سکون کا۔ آپ کو معلوم ہے کہ نعمت بڑے بڑے مالداروں، بڑے بڑے تاجروں اور بادشاہوں کو حاصل نہیں ہے، ان کے پاس راحت وآرام کے اور دفاع کے وسائل ہزاروں موجود ہیں اور زندگی کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی طاقت موجود ہے لیکن اس کے باوجود زندگی میں سکون نہیں ہے۔ چاروں طرف یہ آواز ہے کہ فلاں علاقہ میں قحط سالی آگئی اور فلاں جگہ یہ مصیبت کھڑی ہوگئی اور فلاں جگہ لوگوں پر یہ ظلم وستم ہو رہا ہے جس کی وجہ سے صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ زندگی میں سکون نہیں ہے، سکون کی تلاش میں لوگ سرگرداں ہیں، کہیں سکون اور نیند لانے کے لیے دواؤں کا استعمال ہو رہا ہے لیکن آخر اس سے کب تک سکون ملے گا؟ جوں ہی دوائی کا اثر ختم ہوتا ہے پھر وہی غم اور وہی رنج انکو گھیر لیتا ہے۔ سکون کا تعلق انسان کی مادی طاقت سے نہیں ہے، اگر تعلق مع اللہ ہمارا مضبوط

ہوگا تو ہم سکون اور امن وعافیت کی زندگی گذاریں گے۔ آپ نے بار ہا دیکھا اور آزمایا ہوگا کہ اللہ کے نیک اور مقرب بندے کیسے اطمینان اور سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ کہیں بھی رہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ اللہ کی رحمت ان کے سروں پر سایہ فگن ہے، ان کو کسی قسم کا رنج وفکر نہیں ہوتا، ان کو غم صرف ایک بات کا ہوتا ہے کہ امّت کی اصلاح کس طرح ہو یہ غم ان کو بے چین کیے رکھتا ہے۔ یہی حال ان کے خدّام کا ہوتا ہے کہ اللہ انکو بھی اطمینان وسکون عطاء فرماتا ہے تو میرے بھائیو! اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اگر اللہ کی رسی ہمارے ہاتھ میں ہوگی تو دنیا کی کوئی چیز ہمیں گزند نہ پہنچا سکے گی، اللہ کے کتنے مقرب بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دعاء کرتے ہیں تو اللہ ان کی دُعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی وجہ سے لوگوں کی پریشانیوں کو بھی دور فرما دیتا ہے بلکہ حدیث میں یہاں تک آتا ہے ''ربّ اشعث اغبر اذا اقسم علی اللہ لابرّہ'' کہ کتنے اللہ کے نیک بندے ایسے ہیں کہ بظاہر دیکھنے میں پراگندہ بال پراگندہ حال کہ اگر وہ اللہ پر کسی چیز کی قسم کھالیں کہ یا اللہ یہ کام ضرور ہونا چاہیئے یہ پریشانی ضرور دور ہونی چاہیئے تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پوری فرما دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔ تو اسلام کی تعلیمات پر عمل کر کے یہ عظیم الشان درجہ انسانوں کو حاصل ہوا۔ دوسری طرف اسلام سے پہلے دور کی طرف دیکھئے کہ وہاں کسی کو یہ مجال ہی نہیں تھی کہ براہِ راست اللہ سے کسی چیز کا مطالبہ کرلے۔ اس کو اگر اللہ سے کچھ مانگنا ہوتا تھا تو بیچ میں واسطہ اختیار کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت کچھ لوگ ایجنٹی کا کام کرتے تھے وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتے تھے، انھیں اپنے جال میں پھنسا لیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ اگر اللہ سے کوئی چیز مانگنی ہو، کوئی درخواست بھیجنی ہو تو ہماری اتنی فیس ہے یہ ہمارے پاس جمع کرو تو ہم تمہاری بات اللہ تک پہنچا دیں گے۔ تو اسلام سے قبل اللہ سے بندہ کتنا دور تھا، اسلام نے آکر اس دیوار کو گرا دیا اور فرمایا کہ بندہ کا تعلق اللہ کے ساتھ براہِ راست ہے، اس میں کسی واسطہ کی ضرورت نہیں ہے۔ حدیث قدسی

کے اندر موجود ہے مَا تقرب الی عبدی بشیٍٔ احبّ الیّ ممّا افترضتہ کہ کوئی بندہ مجھ سے قریب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ فرض کو ادا نہ کرے جو چیز اللہ نے فرض کی ہے اس کو امانت داری اور سچائی کے ساتھ جب بندہ ادا کرتا ہے تو اللہ اس کو اپنا مقرب بندہ بنا لیتے ہیں اور جب بندہ فرض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے تو اللہ اس سے یہ کہتے ہیں ''لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی اُحبّہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا ولئن سألنی لأعطینّہ ولئن اعاذنی لاعیذنّہ اَوْکما قال رسول اللہ ﷺ فی ھذا الحدیث القدسی الشریف''، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ نوافل کا بھی اہتمام کرتا ہے تو اس کو میں اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ میرے سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اس کے سوال کو ضرور پورا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں۔۔۔۔ ۔تو ہمارے لیے تو سارے انعامات ہی انعامات ہیں۔کیسی خوشگوار زندگی ہے اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے نسخہ پر عمل کریں اور اگر اس نسخہ کو استعمال نہ کریں جیسا کہ آج کل ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے تو پھر آپ سوچ لیجئے کہ ہمارا کیا ہو سکتا ہے۔پھر ہم کیوں شکوہ کرتے ہیں زمانہ کے حالات کا، کبھی لوگوں کی سختیوں کا، کبھی ظلم وستم کا، کبھی بارش کی تنگی کا، کبھی گرمی اور سردی کی شدت کا۔یہ اس لیے ہے کہ ہم نے اپنا رشتہ اللہ سے کمزور کر لیا ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ رشتہ توڑ لیا ہے لیکن رشتہ ضرور کمزور کر لیا ہے اور جب رشتہ کمزور ہو جاتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ اگر دو دوست یا دو جماعتوں

میں آپس میں رشتہ کمزور ہو جائے تو کون ایک دوسرے کا خیال کرتا ہے، تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ایسے ہی جب آپ کا تعلق مع اللہ کمزور پڑ گیا تو زندگی میں خوشگواری کہاں پیدا ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے تمام احکامات پر پورے طور سے عمل پیرا ہوں۔ اسی کو اللہ نے کتابِ عزیز میں بیان فرمایا ہے۔ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ" اے ایمان والو! تم پورے طور پر اسلام کے اندر داخل ہو جاؤ اور مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ کے حوالہ کر دو، ایسا نہ ہو کہ کچھ چیزوں میں اللہ سے تعلق باقی رکھیں اور زندگی کے کچھ پہلوؤں میں غیر اللہ سے تعلق رکھیں۔ اللہ نے جو زندگی بخشی ہے اس کو اللہ کے احکام کے تابع بنانا ہے، شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے وہ کسی نہ کسی شکل میں تمہیں بہکاتا رہے گا، کبھی نماز کا وقت ہوتا ہے تو کہے گا، ابھی تو وقت ہے بعد میں پڑھ لیں گے، ابھی تو جوانی ہے کچھ دن بعد نماز شروع کر دیں گے۔ غرض کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑتا جس میں وہ تمہارے پیچھے نہ پڑے۔

اس موقع پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا جس کو ہمارے بڑے حضرت مولانا علی میاں صاحب مرحوم بیان فرمایا کرتے تھے کہ۔۔۔۔

ایک بڑے مالدار آدمی تھے، ان کو کسی خادم کی ضرورت تھی، انھوں نے اشتہار دیا کہ ہمیں ایک ملازم کی ضرورت ہے جو ہمارے گھر کے کام کاج کر دیا کرے، دُکان سے سودا سلف لے آیا کرے اور بچوں کو اسکول چھوڑ آیا کرے۔ چنانچہ یہ بات اشتہار میں چھپی تو بہت سے لوگ انٹرویو کے لیے آئے، ان میں سے ایک صاحب کا انتخاب عمل میں آیا جو مالدار صاحب کو پسند آئے، اب خادم صاحب نے آقا سے کہا کہ صاحب مجھے ایک فہرست بنا دیجئے کہ میری کیا کیا ذمہ داریاں ہیں تاکہ میں مضبوطی کے ساتھ

ان پر گامزن رہوں چنانچہ انھوں نے فہرست بنا کر حوالہ کر دی کہ یہ سب کام آپ کو کرنے ہیں، خادم نے کہا کہ لکھ دیجئے چنانچہ مالک نے کہا کہ ٹھیک ہے، مالک نے لکھ کر اس پر دستخط کر دیئے اب ملازم نے کہا کہ میں اس کے مطابق کام کروں گا، اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی۔ مالدار صاحب نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آقا صاحب گھوڑے پر چڑھ رہے تھے، چڑھتے ہوئے پائے دان میں قدم پھنس گیا اور گھوڑا آگے کو لیکر چلنے لگا، قریب تھا کہ یہ گر جائیں، انھوں نے اپنی مدد کیلئے نوکر کو آواز دی کہ مجھے بچاؤ، اب نوکر جواب دیتا ہے کہ صاحب یہ فہرست ہے اِس میں یہ تو لکھا ہوا نہیں ہے کہ اگر گھوڑے پر چڑھتے ہوئے قدم پھنس جائے تو میں بچانے آؤں لہٰذا یہ کام میں نہیں کر سکتا۔"

تو دوستو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جو سیرت پیش کی ہے وہ تو یہ ہے کہ ہم مکمل طور پر داخل ہوں، پاؤں کے ناخنوں سے لیکر سر کے بالوں تک بندگی کا نمونہ پیش کرنا ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر توجہ اللہ کی طرف کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں جو جائز بات آتی ہے اس کو ضرور پورا فرما دیتے ہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے اکابر کے حالات ہیں کہ جب انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کیا تو اللہ نے ان کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا کہ جو انھوں نے مانگا وہ ملا بطور خرق عادت کے۔ مزید یہ کہ ان کے اخلاق و عادات ان کے اوصاف، ان کے چہرہ مہرہ کو دیکھ کر لوگ ایمان میں داخل ہوتے تھے وہ جس کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کر دیتے اللہ ان کے حق میں اُن کی دعاء کو قبول فرماتا۔

تو بھائیو! ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاشرہ کو بدلیں اور معاشرہ کی خرابیاں و کمزوریاں جب تک دور نہیں ہوں گی جب تک ہم اپنے آپ کو نہیں بدل سکیں گے۔ اسی کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اصلاحِ معاشرہ کے لیے بچیوں کی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے۔ ان سے

جتنا معاشرہ سدھرے گا اتنا مردوں سے نہیں سدھرے گا۔ جب بچیوں کے پاس اسلام کی ضروری تعلیم ہوگی تو وہ اپنی اولاد کو اسلامی تعلیم سے خود روشناس کرائیں گی وہ اثر بچے قبول کریں گے۔ جب بچوں کا بچپن ہی سے اسلامی ذہن ہوگا تو وہ معاشرہ کتنا خوش نصیب اور خوشگوار ہوگا اور یہ مشاہدہ ہے کہ جن کے بچے صاف ستھرے اور مہذب رہتے ہیں لوگ ان کو دیکھ کر یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہمارے بچے بھی ایسے ہی ہوتے۔ اب اندازہ لگائیے کہ جو لوگ اپنے بچوں کے خراب ہونے کے سبب اچھا ہونے کی تمنا کر رہے ہیں تو یہ بچے کہاں خراب ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بچے پہلے گھر میں خراب ہوئے پھر باہر کے ماحول میں مزید خراب ہو گئے اس لیے بچیوں کی تعلیم کتنی بے حد ضروری ہے اس کے بغیر ہم چاہیں کہ اصلاحِ معاشرہ ہو جائے ناممکن ہے۔ لوگ سوچتے ہیں کہ جلسوں کے ذریعہ وعظ و تقریر کے ذریعہ معاشرہ سدھر جائے گا مالٹریچر کے ذریعہ اصلاح ہو جائے گی، میں تو سمجھتا ہوں کہ شاید اتنی کامیابی نہ مل سکے یا بالکل نہ ملے بلکہ ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ جتنے زیادہ جلسے ہو رہے ہیں لوگ اتنا ہی ضلالت و گمراہی کی طرف زیادہ مائل ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھئے کہ پہلے بیاہ شادی میں یہ رسم و رواج نہیں تھے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں میں شادیاں ہوتی ہیں تو ان میں اتنی خرابیاں اور رسمیں پیدا ہو گئی ہیں کہ جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مسابقت اور ریس کا اتنا جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر فلاں صاحب کی بیٹی بیٹے کی شادی میں دس ۱۰ لاکھ روپے خرچ ہوئے تو میں ۲۰ لاکھ روپے خرچ کروں گا اس نے دو ہزار باراتی بلائے تو میں ۱۰ ہزار بلاؤں گا، اس نے ایک عام ہوٹل میں شادی کا انتظام کیا تو میں فائیو اسٹار ہوٹل میں بارات ٹھہراؤں گا۔ اس پر طرہ یہ کہ میں ہر باراتی کو اتنا اور اتنا انعام بھی دوں گا۔ یہ سب قرض اور سود لے کر کیا جا رہا ہے تاکہ نام روشن ہو جائے اور تاریخ بن جائے کہ ہاں واقعی شادی تو فلاں حاجی صاحب نے کی ہے۔ اندازہ لگائیے کہ کیا اس سے اصلاحِ معاشرہ ہو جائے گی؟ ہرگز اس سے اصلاح نہیں ہوگی کیونکہ اصلاح

اپنے نفس اور اپنی ذات سے چلتی ہے تب وہ دوسروں پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لیے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں۔ اس طرح صرف جلسوں اور لٹریچر پر اگر اکتفا کر کے بیٹھ جائیں گے تو اس سے نفسیاتی بیماریاں اور کمزوریاں اور بڑھیں گی اور ان کے جراثیم اور زیادہ تنومند ہوں گے۔ آج حال یہ ہے کہ مسلمان کی بارات جارہی ہے اوّل تو لفظِ بارات ہی کہیں منقول نہیں ہے۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ بارات جارہی ہے اس میں کہیں پٹاخے اور گاجے باجے کا دور دورہ ہے تو کہیں ناچ گانا ہے اور کار و گاڑیاں پھولوں سے سجی ہوئی ہیں ہم نے سوچا کہ یہ بارات شاید کسی غیر مسلم کی ہوگی، پتہ چلا کہ نہیں یہ تو مسلمان کی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیا مسلمانوں کے یہاں ایسی شادیاں ہوتی ہیں؟ کیا ان خرافات کے بعد بھی یہ لوگ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے، سجاوٹ اور ڈیکوریشن کا یہ عالم ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی راجہ مہاراجہ یا کسی بادشاہ کا قلعہ ہے اس پر گھوڑے کھڑے کیے ہوئے ہیں مصنوعی گھوڑے ہوتے ہیں یا حقیقۃً ہی گھوڑے ہوتے ہیں جنھیں کرایہ پر لے لیا جاتا ہے یہ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کسی بڑے ساہوکار کی شادی ہے۔

دوستو! یہ وہ حقائق ہیں جو رات دن نظر آتے ہیں، کیا اسطرح ہماری اصلاح ہوگی؟ ہمارے اندر جو خرابیاں ہیں ہم ان کو دور نہ کریں تو کیا معاشرہ ٹھیک ہو جائے گا، اپنی نسل اور اپنے نفس کی اصلاح نہ کریں تو کیا معاشرہ خوشگوار ہو جائے گا؟ ہمارے کتنے بھائی ایسے ہیں جو کبھی نماز تک نہیں پڑھتے، کلمہ ان کو یاد نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کو کوئی معلومات نہیں اور نہ اس کی طرف کبھی توجہ ہوتی ہے اور نہ ہم توجہ کرتے ہیں کیا اس سے اصلاحِ معاشرہ ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ معاشرہ جب ہی ٹھیک ہو گا جب کہ ہر شخص اپنے نفس کی اور اپنی اولاد کی فکر کرے۔ اگر ہر شخص اپنی توجہ کامرکز ان باتوں کو بنالے تو پھر خوبیاں ہی خوبیاں ان کے اندر پیدا ہو جائیں گی جن کو دیکھ کر لوگ خود اپنی اصلاح کیا کریں گے

جس طرح اہل اللہ کو دیکھ کر لوگوں کے قلوب بدل جایا کرتے تھے۔ اس لیے آپ بھی اہل اللہ بن جائیں اور اہل اللہ بننا کوئی ناممکن کام نہیں اس لیے کہ اللہ تو چاہتے ہی ہیں کہ میرا ہر بندہ اہل اللہ اور مخلص بن جائے۔ ایک حدیث میں مذکور ہے "سُئل رسولُ اللہ ﷺ عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل ریاءً ای ذٰلک فی سبیل اللہ"

میرے بھائیو! میں آپ سب سے کہوں گا کہ اپنے اندر اخلاص پیدا کریں اسلیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو راہِ خدا میں قتال کرتا ہے تاکہ لوگ اس کو بہادر سمجھیں یا جنگ کرتا ہے اس لیے کہ حمیتِ وطن وغیرتِ قومی اس کو جنگ پر برانگیختہ کر رہی ہے یا لوگوں کو دکھلاوے کی وجہ سے قتال کر رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان میں سے کونسا شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرنیوالا ہے یعنی سچّا مجاہد کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے مقبول وہ شخص ہے جو اللہ کے دین کو بلند کرنے کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنے کے لیے قتال کرتا ہے وہ شخص ہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے اس لیے میرے لیے اور سب کے لیے یہ دعاء کریں کہ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے کہ اللہ کے دین کو بلند کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ و نافذ کرنا ہمارا منشور ہو۔ اس نیت سے جو محنت اور قربانیاں ہم پیش کریں گے وہ اللہ کی نظروں میں بہت مقبول ہوں گی۔

ہم کبھی کبھی اپنی زندگی کا محاسبہ بھی کر لیا کریں بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ روزانہ سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لیا کریں کہ ہم نے اب تک کتنے اچھے اعمال کیے اور کتنے بُرے اعمال کیے ہیں۔

بس میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتا ہوں، ابھی بہت علماء باقی ہیں، اصل تقاریر تو انہی کی ہوں گی وہ اظہارِ خیال فرمائیں گے میں تو حضرت مولانا محمد طاھر صاحب قاسمی

کی دعوت پر یہاں علمائے کرام اور آپ حضرات سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تھا ماشاء اللہ یہاں کے کام اور تعلیمی نظام کو دیکھ کر بڑی خوشی و مسرت ہوئی ہمارے مولانا محمد طاہر صاحب بانی و ناظم ادارہ احیاء العلوم صدیقیہ جو بڑی جد و جہد اور محنت سے کام کر رہے ہیں جن کی محنتوں اور خلوص کی جیتی جاگتی تصویر یہ ادارہ آپ کے سامنے ہے جہاں قوم و ملت کے بہت سے نونہالان اپنی علمی تشنگی دور کر رہے ہیں، روحانی پیاس بجھا رہے ہیں اور تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو کر قوم و ملت اور ملک و وطن کی اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ بڑی مبارکبادی کے قابل ہیں یہاں کے ذمہ داران جنھوں نے بچوں کے ساتھ بچیوں کے لیے بھی الگ سے تعلیمی نظام اور تربیتی پروگرام مرتب کیا ہے اور آج ہی سے اس کا افتتاح بھی کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا حقیقت میں ان بچیوں ہی کے ذریعہ سے معاشرہ کی صحیح اصلاح کا فریضہ انجام دیا جا سکتا ہے۔ ان کی گود و آغوش بچہ کا سب سے پہلا مدرسہ اور تربیت گاہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ اس ادارہ کو ہر طرح کی ترقیات عطا فرمائے اور تمام شرور فتن سے اسکی حفاظت فرمائے۔ اِس ادارہ کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی، یہاں کی تعمیر و تعلیم، تربیت و ثقافت نظم و نسق اور انتظام و انصرام، یہ تمام چیزیں یہاں کے محنتی و سلیقہ شعار حضرات کی ذہنی بلند آہنگی کا عکس مستنیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اسلامی گلشن کو سدا بہار بنائے اور کارکنان میں مزید خلوص و للّٰہیت پیدا فرمائے۔

اگر میں نے کوئی غلط بات کہی ہے تو اس سے معذرت خواہ ہوں اور اگر صحیح بات کہی گئی ہے تو اس کو آپ حضرات اپنے دل میں جگہ دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر

کے تئیں

علمائے کرام اور دانشوران عظام

کے

تأثرات و توصیات

اور

تائیدات و تصدیقات

نقل کنندہ از رجسٹر معائنہ جات

جناب مولانا محمد طاہر صاحب القاسمی

بانی و مہتمم مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر

حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی
ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

راقم الحروف مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی کی دعوت پر مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر حاضر ہوااور طلبہ کے حفظ قرآن کریم کے مکمل کرنے کی تقریب میں شرکت کی الحمدللہ بچوں کے تلاوت کرنے کا انداز نہایت مناسب تھا قرآن کریم سن کرخوشی ہوئی الحمدللہ مدرسہ تعلیمی تعمیری اور تربیتی وثقافتی اعتبار سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور یہاں کا تعلیمی وتربیتی نظام قابل قدر ہی نہیں بلکہ قابل رشک بھی ہے اور اخلاص و للّٰہیت کی بین دلیل ہے **لمثل ھٰذا فلیعمل العملون.**

راقم الحروف دعاگو ہے کہ اللہ نصرت فرمائے اوردن دونی رات چوگنی ترقی عطافرمائے۔آمین

حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
وحضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی استاذ تفسیر وادب دارالعلوم دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

آج مورخہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ بروز پنجشنبہ مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ ٹپلوکر عزیز مکرم مولانا محمد طاہر صاحب القاسمی کی دعوت پر بمعیت مولانا عبدالخالق صاحب استاذ تفسیر وادب دارلعلوم دیوبند حاضری کی سعادت نصیب ہوئی کچھ بچوں کا حفظ میں امتحان لیا بحمدللہ بچوں نے مسئولہ آیات کوتصحیح مخارج وصفات کے ساتھ پڑھکر سنایا بے حد مسرت ہوئی اندازہ ہوا کہ اساتذہ حضرات تعلیم وتربیت پر پوری جدوجہد کرتے ہیں یہاں مقامی طلبہ کے علاوہ بیرونی طلباء کی بھی ایک کثیر تعداد مقیم ہے جن کے قیام وطعام کا مدرسہ ہی کفیل ہے مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے صرف مسلمانوں ہی کے چندہ سے اخراجات پورے ہوتے ہیں ناکارہ دعا کرتا ہے کہ اللہ جل شانہ اس ادارہ کو ہر طرح کی ترقیات سے ہمکنار فرمائے۔آمین

محقق عصر حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب مسعودی

شیخ الحدیث دار العلوم وقف دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ کو احقر بمعیت مولوی احمد خضر شاہ و مولانا محمد اسلام صاحب استاذان وقف دار العلوم دیوبند بر دعوت مولانا محمد طاہر القاسی مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ ٹپلو کر سہارنپور حاضر ہوا مدرسہ علاقۂ گھاڑ کی دور افتادہ سرزمین پر قائم ہے جہاں کے باشندگان خستہ حال ہیں اور اس طرح کے اداروں کی کفالت کے وہ متحمل نہیں اسی لئے یہاں ضروری تعمیرات بھی نا مکمل مالی حال سقیم تعاون علی الخیر کی کمی مایوس کن حالات لیکن بانی واساتذہ کی بلند ہمتی اور یاس انگیز ماحول کو انگیز کرنے کا جذبہ صادق مسرت انگیز بلکہ قابل رشک ہے طلبہ کی تعداد معتد بہ ہے غریبانہ انداز میں فروکش ہیں اور نان جویں پر گذارا کرتے ہیں لیکن تحصیل علم میں مشغول طلبہ کے قرآن شریف سننے کی سعادت نصیب ہوئی صحت تلفظ نہایت ہی خوب ہے اللہ مسبب الاسباب اور قاضی الحاجات ہے تاہم ملت کے حوصلہ آفرین حضرات کی توجہ کا یہ ادارہ سب سے زیادہ مستحق ہے۔

حضرت مولانا عبد اللہ الحسنی ندوی

استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مورخہ ۳۱؍مارچ ۲۰۰۱ کو مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ ٹپلو کر بمعیت حضرت مولانا محمد رابع الحسنی ندوی ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ حاضری ہوئی مدرسہ کی تعلیمی تعمیری رفتار قابل قدر ہے اور اس بات کی غماز ہے کہ انشاء اللہ مدرسہ جلد ہی اپنی افادیت ونافعیت کے پیش نظر علاقہ وبیرونی علاقہ کے لئے ایک شجرۂ طوبیٰ ثابت ہوگا اللہ ہر طرح کی ترقیات سے نوازے اور جملہ رکاوٹیں دور فرما کر قبول فرمائے۔ آمین

مولانا علاؤالدین صاحب گجراتی

آج مورخہ ۲۶/مارچ ۲۰۰۰ء کو مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ ٹپلوکر میں اجلاس کے موقع پر حاضری ہوئی طلبہ کی کارکردگی کو دیکھنے وسننے کا موقع ملا طلبہ کی صلاحیت قابل رشک ولائق صد تحسین ہے۔
میں مدرسہ کی ہرنوع کی ترقی کیلئے دعاگو ہوں۔

حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری
خلیفہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ
وحضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری

حامداً و مصلیاً اما بعد

آج مورخہ ۱۷/صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۵/جون بروز بدھ عزیزی مولوی محمد طاہر قاسمی کی پرخلوص دعوت پر بمعیت حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری حاضری ہوئی۔
ازیں قبل بھی تعلیمی افتتاح کے موقعہ پر حاضر ہوئی تھی مدرسہ ہٰذا علاقہ گھاڑ میں واقع ہے یہ چشمہ شیریں ایک نعمت خداوندی ہے ادارہ اپنے روز قیام ہی سے ترقی کی شاہراہوں پر گامزن ہے تشنگان علوم کی ایک کثیر تعداد علم جیسی نایاب دولت سے مستفیض ہورہی ہے دلی دعا ہے کہ یہ تعلیمی وتربیتی چمن سدا شاداب رہے۔

حضرت مولانا سید سلمان صاحب ناظم مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر ضلع سہارنپور کی ایک بلڈنگ کے سنگ بنیاد کے موقع پر بندہ کی بمعیت حضرت صاحبزادہ محترم مولانا محمد طلحہ صاحب مدرسہ میں حاضری ہوئی دینی مدارس ومکاتب کا قیام جگہ جگہ نونہالان قوم کی دینی ضرورت ہے اس فریضہ کی ادائیگی ہر ذمہ دار کی ذمہ داری ہے مدرسہ ہٰذا کی تعلیم کے سلسلے میں ہمارے مدرسین کے ذریعہ سے پہلے ہی سے علم ہے کہ بہترین کارکردگی اور ایک مثالی تعلیم ہے اسلئے تمام اہل خیر حضرات سے میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ ادارہ کا تعاون فرمائیں اور اپنے لئے صدقہ جاریہ چھوڑ کر جائیں ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

محمد طلحہ، محمد سلمان مظاہرعلوم ۱۲/رجب ۱۴۱۸ھ

حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب حیدرآبادی

خلیفہ حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ

آج مؤرخہ ۹ ؍جمادی الاول ۱۴۲۲ھ بمعیت مولانا انعام الحسن صاحب باندوی اور سید شیخ فیروز جامع مسجد دہلی مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر حاضر ہوا مدرسہ میں حفظ کے طلبہ سے قرآن شریف اور عربی طلبہ سے تقاریر وغیرہ کے سننے کی سعادت نصیب ہوئی اور بے حد خوشی ہوئی اللہ مزید ترقیات سے نوازے مقدار طلبہ خاصی معتد بہ ہے۔

اللہ پاک اپنے کرم سے مدرسہ کی جملہ ضروریات کو غیب سے پورا فرمائے عامۃ المسلین کے قلوب کو اس طرف مائل فرمائے۔آمین

حضرت مولانا قاری رکن الدین صاحب تاؤلوی مظفرنگر مقیم حال دہلی

آج مورخہ ۷ ؍ذیقعدہ بروز جمعہ ہمراہ حضرت قاری محمد ربان صاحب مظفرنگری مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ حاضری ہوئی مدرسہ کے تعلیمی وتعمیری پروگرام کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی دل باغ باغ ہوگیا اللہ مدرسہ کو ترقی کے بام عروج پر پہنچائے۔آمین

حضرت مولانا محمد ہارون صاحب جے پور راجستھان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد

آج مورخہ ۲۹ ؍ربیع الاول بروز چہارشنبہ مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ ٹپلوکر میں حضرت مولانا محمد طاہر صاحب القاسمی کی دعوت پر بمعیت مولانا محمد رضوان صاحب ناظم مدرسہ سراج العلوم فتحپور بغرض امتحان حاضری ہوئی تقریباً سبھی درجات کو دیکھنے اور امتحان لینے کا موقع ملا بچوں نے بہتر سے بہتر انداز میں پڑھا طبیعت کو حد درجہ مسرت ہوئی۔

اس علاقہ کے اعتبار سے اس مدرسہ میں قرآن پاک مع تجوید اور درس نظامی کی معیاری تعلیم ہورہی ہے طریقہ تعلیم وتربیت پر اساتذہ حضرات کی گہری نظر ہے اگر اسی طرح محنت جاری رہی تو یہ ادارہ مستقبل قریب میں مرکزی ادارہ ہوگا خدا کرے خلوص وللّٰہیت کا یہ چمن سدا سرسبز وشاداب رہے۔آمین

مدرسہ احیاء العلوم صدیقیہ پٹلوکر میں

تشریف لانے والے حضرات علمائے کرام ودانشوران عظام کے

اسمائے گرامی

- حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند
- حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی ناظم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
- حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب مسعودی شیخ الحدیث دار العلوم وقف دیوبند
- حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
- حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب صاحبزادہ محترم حضرت شیخ زکریا صاحبؒ
- حضرت مولانا محمد سالم صاحب مہتمم دار العلوم وقف دیوبند
- حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور
- حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم جامعہ بیت العلوم پلی مزرعہ ہریانہ
- حضرت مولانا عبد الستار صاحب بوڑیہ ہریانہ
- حضرت مولانا ظہور حسن عالپور رائے پور
- حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیر آبادی مفتی دار العلوم دیوبند
- حضرت قاری عبد المنان صاحب پلی مزرعہ
- حضرت مولانا بلال احمد صاحب باغپتی
- حضرت مولانا مفتی محمد شاہ صاحب گنگوہی
- حضرت مولانا محمد شاہ محمد صاحب مہتمم مدرسہ تجوید القرآن پلی کوٹھی دہلی
- حضرت قاری معمور صاحب میوات
- حضرت الحاج شیخ عبد الحکیم صاحب کشن گنج دہلی
- حضرت الحاج شیخ محمد عمر صاحب کشن گنج دہلی
- حضرت شیخ حسین الدین صاحب قصاب پورہ دہلی

- حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب ازہری مہتمم دارالعلوم نظامیہ مکنپورہ بادشاہی باغ
- حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ مظفرنگر
- حضرت مولانا زبیر احمد صاحب محدث جامع الہدیٰ مرادآباد
- حضرت مولانا نظیر صاحب مظفری مظفرآباد
- حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی مہتمم مرکز احیاء فکر اسلام مظفرآباد
- حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مظفری مظفرآباد
- حضرت حافظ شبیر صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الدین رسول پور سہارنپور
- حضرت مولانا محمد سلیم صاحب ناظم مدرسہ فیض رحمانی سنسارنپور
- حضرت مولانا عزیز اللہ ناظم ادارۃ الصدیق بہٹ
- حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مدرس جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
- حضرت مولانا محمد اسلم صاحب ناظم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور۔
- حضرت مولانا محمد ناظم صاحب ندوی رئیس المعہد الاسلامی مانک مئو
- حضرت مولانا محمد انعام اللہ قاسمی رفیق المعہد الاسلامی مانک مئو
- حضرت مولانا محمد ریاض صاحب ندوی استاذ مظاہر علوم وقف سہارنپور و مدیر آئینہ مظاہر علوم
- حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب، قاری محبوب حسن صاحب
- حافظ مستقیم صاحب، مدرسہ نورالقرآن ڈھابہ رائے پور سہارنپور
- حضرت مولانا محمد احمد صاحب استاذ مظاہر علوم سہارنپور
- شیخ محمد اسلام بہٹ
- الحاج صدیق صاحب بہٹ
- قاری محمد اکرام صاحب مہتمم دارالعلوم صدیقیہ روڑکی
- راجہ غضنفر علی سابق وزیر اوقاف اترپردیش
- قاری مہتاب صاحب جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
- حاجی جمیل احمد صاحب نہٹور بجنور
- حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب بجنور
- حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب استاذ تجوید دارالعلوم دیوبند